ضبط ولادت کی فقہی حیثیت

رفیع اللہ

ضبط ولادت کے مسئلہ نے اتنی عالمگیر اہمیت حاصل کرلی ہے کہ اس کے متعلق کچھ مزید لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ ہمارے ملک میں اس مسئلہ کی موافقت اور مخالفت میں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ زیادہ تر مخالفت کرنے والے اپنے آپ کو شریعت کے علمبردار سمجھتے ہیں۔ اس لئے اسے خلاف اسلام ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔ معدودے چند علماء ایسے ہیں جو اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اس مقالہ میں ہم یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ اسلام کے نام پر اس مسئلہ کی جو اتنی سخت مخالفت کی جا رہی ہے واقعی اسلام بھی اس کی تائید کرتا ہے یا اس مخالفت کا مقصد محض اپنی سیاسی طاقت بڑھانا تو نہیں۔

ضبط ولادت قدیمی مسئلہ ہے

اس مسئلہ کی مخالفت میں جتنی کتابیں یا مضامین لکھے گئے ہیں ان سب میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ مسئلہ اتنا جدید نہیں جتنا یہ دکھائی دیتا ہے۔ بلکہ ہر دور میں امت کو اس سے سابقہ پڑتا رہا ہے۔ چنانچہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ائمہ مجتہدین نے اس کے کسی گوشہ کو تشنۂ بحث نہ چھوڑا ہو اور حقیقت بھی یہی ہے کہ انہوں نے اس پر اتنی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ آج اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن یہ امر موجب حیرت ہے کہ اسے خلاف اسلام ثابت کرنے والی کتابیں ائمہ مجتہدین کے حوالوں سے بالکل خالی ہیں۔ اس کے برعکس ان میں مغربی مفکرین کے سینکڑوں حوالے ملیں گے۔ سینکڑوں صفحات میں اسلام کے نقطہ نظر

کو پانچ فیصد نمائندگی بھی نہیں دی گئی - ہم اپنے اس مقالہ میں ائمہ مجتہدین کے حوالے سے صحیح اسلامی نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کریں گے

ائمہ مجتہدین کے اقوال نقل کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کہ اس موضوع پر جتنی احادیث ہیں ان کو شروع میں پیش کردیا جائے تاکہ مسئلہ کے سمجھنے میں آسانی ہو - اور یہ کہ ائمہ نے ان احادیث کا کیا مفہوم لیا ہے- اس کی ضرورت اس لئے بھی زیادہ ہے کہ ہر شخص اپنے مطلب کی احادیث نقل کرکے دوسری احادیث سے چشم پوشی کرلیتا ہے - اس موضوع پر تقریباً تمام احادیث ''نیل الاوطار'' میں یکجا ملتی ہیں اور ہم وہیں سے نقل کرتے ہیں -

ضبط ولادت اور احادیث

۱ - (عَنْ جابِرٍ قالَ ؛ كُنَّا نَعْزِلُ على عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ وَالقُرآنُ يَنزِلُ ؛ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . ولِمُسْلِمٍ ؛ كُنَّا نَعْزِلُ على عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ فَبَلَغَهُ ذلكَ فَلَمْ يَنْهَنا) .

(متفق علیہ)

(حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم عہد نبوی میں عزل* کرتے تھے اور نزول قرآن کاسلسلہ جاری تھا- " بخاری اور مسلم دونوں اس پر متفق ہیں اور صحیح مسلم کے یہ الفاظ ہیں کہ ہم عہد رسالت میں عزل کرتے تھے - جب اس کی خبر حضور صلعم کو ہوئی تو آپ نے اس کو نہ روکا -'')

(**فائدہ**) اس حدیث کا مطلب خوب واضح ہے کہ اگر یہ فعل حرام ہوتا تو ضرور قرآن مجید میں اس کی حرمت کا حکم نازل ہو جاتا -

۲ - (وَعَنْ جابِرٍ ؛ أنَّ رَجُلاً أتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ فَقالَ : إنَّ لِي جارِيَةً هِيَ خادِمَتُنا وَسانِيَتُنا في النَّخْلِ وأنا أطُوفُ عَلَيْها وأكْرَهُ أنْ تَحْمِلَ . فَقالَ : اعْزِلْ عَنْها إنْ شِئْتَ فإنَّهُ سَيأتِيها ماقُدِّرَ لَها ؛ رَواهُ أحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وأبُو داوُدَ) .

(روایت صحیح مسلم، مسند امام احمد بن حنبل و سنن ابی داؤد)

---

* عزل - (Coitus interruptus)

("حضرت جابر سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اکرم کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک لونڈی ہے جو گھر کی بھی خادمہ ہے اور باغ کو بھی پانی دیتی ہے اس سے مباشرت بھی کرتا ہوں لیکن اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں کرتا تو آپ نے فرمایا کہ چاہو تو عزل کرلو کیونکہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے وہ تو ضرور ہوگا "۔)

۳ ۔ (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ « خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْياً مِنَ الْعَرَبِ ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ ، فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَاتَفْعَلُوا فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ كَتَبَ مَا هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ » مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) .

(متفق علیہ)

"حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ ہم" رسول اللہ صلعم کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں نکلے ہمارے قبضہ میں کچھ عرب لونڈیاں آئیں ۔ بیویوں سے کافی عرصہ دور رہنے کی سختی کی وجہ سے ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی تو ہم نے اپنے لئے عزل کا طریقہ پسند کیا جب اس کے متعلق حضور سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا کرو یا نہ کرو تم پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ جو کچھ قیامت تک پیدا ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کرلیا ہے"

(روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم)

٤ ۔ (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ « قَالَتِ الْيَهُودُ : الْعَزْلُ الْمَوْؤُودَةُ الصُّغْرَى ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : كَذَبَتْ يَهُودُ ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَوْ أَرَادَ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئاً لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدٌ أَنْ يَصْرِفَهُ » رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُودَاوُدَ)

("حضرت ابو سعید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہود نے عزل کو چھوٹے پیمانہ پر اولاد کو درگور کرنے سے مشابہ قرار دیا تو حضور صلعم نے ان کو جھٹلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جسے پیدا کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا ۔")

(روایت مسند امام احمد بن حنبل، سنن ابن داؤد)

۵ ۔ (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ « فِي الْعَزْلِ أَنْتَ تَخْلُقُهُ ، أَنْتَ تَرْزُقُهُ . أَقِرَّهُ قَرَارَهُ فَإِنَّمَا ذَلِكَ الْقَدَرُ » رَوَاهُ أَحْمَدُ) .

(" حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عزل کی بابت سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا رزق دیتے ہو اسے اپنے قرار میں چھوڑدو یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اندازہ کیا گیا ہے ")

(روایت مسند امام احمد بن حنبل)

٦ — (وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنِّي أَعْزِلُ عَنِ امْرَأَتِي ، فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِمَ تَفْعَلُ ذَلِكَ ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ : أُشْفِقُ عَلَى وَلَدِهَا أَوْ عَلَى أَوْلَادِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : لَوْ كَانَ ضَارّاً ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّومَ ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ) .

(" حضرت اسامه بن زید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور کے سامنے اپنی بیوی سے عزل کرنے کے متعلق کہا تو آپ نے اس کی وجہ دریافت کی تو اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے بچے کا ڈر ہے ۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر اس سے نقصان ہوتا تو روم اور فارس والوں کو بھی پہنچتا ")

(روایت صحیح مسلم و مسند امام احمد بن حنبل)

٧ — (وَعَنْ جُذَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الأَسَدِيَّةِ قَالَتْ ، حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ وَهُوَ يَقُولُ : لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الغِيلَةِ . فَنَظَرْتُ فِي الرُّومِ وَفَارِسَ فَإِذَا هُمْ يَغِيلُونَ أَوْلَادَهُمْ ، فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ شَيْئاً ، ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ العَزْلِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ : ذَلِكَ الوَأْدُ الخَفِيُّ ـ وَإِذَا المَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ـ ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ) .

(" حضرت جذامه بنت وهب الاسیدیه سے روایت ہے کہ وہ لوگوں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ۔ آپ فرما رہے تھے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو شیر خوار بچہ کی موجودگی میں مباشرت سے روک دوں ۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ اهل فارس و روم کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو میں نے یہ خیال ترک کردیا پھر عزل کی بات دریافت کرنے پر فرمایا کہ یہ وأد خفی ہے یعنی چھوٹے پیمانہ پر اولاد کا زندہ دفن کرنا ہے ")

(روایت صحیح مسلم و مسند احمد بن حنبل)

٨ — (وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَالَ ، نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَعْزِلَ عَنِ الحُرَّةِ إِلاَّ بِإِذْنِهَا ، رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَلِكَ)

(حضرت عمر بن الخطاب رض سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا) ۔
(روایت مسند احمد بن حنبل و سنن ابن ماجہ (۱))

ان تمام احادیث میں ماسوائے حدیث نمبر ۷ کے آخری ٹکڑے کے اور کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جس سے صراحت سے عزل کی حرمت معلوم ہوسکے اس لئے عزل اور ضبط ولادت کی مخالفت کرنے والوں کی سب سے بڑی دلیل یہی ٹکڑا ہے ۔

اب سنئے اس حدیث کے متعلق ائمہ حدیث کیا فرماتے ہیں ۔ قاضی شوکانی رہ فرماتے ہیں ۔

ومنهم من ضعف حديث جذامة هذا المعارضة لما هو اكثر منه طرقا (۲)

(چونکہ یہ حدیث دوسری کثیر صحیح الاسناد احادیث کے معارض ہے اس لئے بعض ائمہ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے ") ۔

بعض دوسرے ائمہ نے اس حدیث کے آخری حصہ کو جس سے عزل کے خلاف استدلال کیا جاتا ہے ضعیف قرار دیا ہے ۔ امام شوکانی رہ کا ارشاد ہے :۔

وقد ضعف ايضاً حديث جذامه اعني الزيادة التي في آخره بانه تفرد بها سعيد بن ابى ايوب عن ابى الاسود ورواه مالك ويحي بن ايوب عن ابى الاسود فلم يذكراها ولمعارضتها بجميع احاديث الباب وقد حذف هذه الزيادة اهل السنن الاربع (۳)

(" حدیث جذامہ کے آخری حصہ کو اس لئے ضعیف قرار دیا گیا ہے کہ اس میں سعید بن ابی ایوب کا ابوالاسود سے روایت کرنے میں تفرد پایا جاتا ہے امام مالک

۱۔ (احادیث ۱ تا ۸) " نیل الاوطار " ، جلد ششم ص ۲۰۸ ، ۲۰۹ ، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۔ ۱۹۶۱ء

۲۔ ایضاً ص ۲۱۰

۳۔ ایضاً ص ۲۱۱

اور یحییٰ بن ایوب نے ابو الاسود سے یہی حدیث روایت کی ہے تو اس میں آخری حصہ (متعلق عزل) بیان نہیں کیا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ٹکڑا اس موضوع پر دوسری کثیر احادیث کے خلاف ہے اور صحاح ستہ کی چار سنن کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ")

امام طحاوی نے اس منفرد حدیث کے دوسری حدیثوں سے تعارض کو یوں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے:-

وقال الطحاوی یحتمل ان یکون حدیث جذامة علی وفق ماکان علیه الامر اولاً من موافقة اهل الکتاب فیما لم ینزل علیه ثم اعلمه الله بالحکم فکذب الیهود فیما کانوا یقولونه (۴)

(" امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ جذامہ والی حدیث اس دور کے متعلق ہو جب کہ اس سلسلے میں وحی کی طرف سے کوئی حکم نہیں آیا تھا اور حضور نے اہل کتاب کے عمل کے موافق فیصلہ دیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ مطلع فرمایا تو آپ نے یہود کے مسلک کو جھٹلا دیا ") -

ضبط ولادت اور ائمہ مجتہدین

تاہم یہ حقیقت ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے کے باوجود کچھ ائمہ نے اس سے استدلال کیا ہے لیکن جہاں تک فقہ کے مذاہب اربعہ کے ائمہ کا تعلق ہے وہ تمام عزل کے جواز کے قائل ہیں ۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

اما العزل فقد حرمه طائفة لکن الائمة الاربعة علی جوازه باذن المرأة (۵)

(" کچھ ائمہ نے عزل کے جواز کو تسلیم نہیں کیا لیکن فقہ کے چاروں مذاہب کے ائمہ کے نزدیک یہ عورت کی اجازت سے جائز ہے ") -

برے ماحول کے خدشہ سے ضبط ولادت جائز ہے

یاد رہے کہ اس زمانے میں ضبط ولادت کا مشہور طریقہ عزل تھا ۔

۴- ایضاً، ص ۲۱۰

۵- "مختصر الفتاویٰ المصریہ"، ص ۴۳۱، مطبعہ السنۃ المحمدیہ، مصر، ۱۹۴۹ء

یعنی مباشرت میں ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم میں نہ پہنچے کثرت اولاد سے بچنے کے لئے اس کا استعمال کیا جاتا تھا ۔ اور ائمہ مجتہدین نے ضبط ولادت کے مقصد کے لئے اس کے جواز کا حکم دیا تھا ۔ جیسا کہ ان مندرجہ ذیل تصریحات سے معلوم ہوتا ہے ۔

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں :-

وفی القہستانی ان للسید العزل عن امته بلا خلاف وکذا الزوج الحرة باذنها وفی الفتاوي ان خاف من الولد السوء فی الحرة یسعه العزل بغیر رضاها لفساد الزمان (٦)

(قہستانی میں ہے کہ آقا لونڈی سے بغیر اس کی اجازت کے عزل کرسکتا ہے اس طرح خاوند اپنی آزاد عورت سے اس کی اجازت سے ۔ لیکن فتاوی میں ہے کہ اگر آزاد عورت سے بدکردار اولاد کا خطرہ ہو تو پھر فساد زمانہ کی وجہ سے اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرسکتا ہے ۔)

واضح ہو کہ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب شامی کی رو سے صرف اس مفروضہ پر کہ اولاد کے بدکردار ہونے کا خدشہ ہو ضبط ولادت جائز ہے ۔ اور اس کے لئے بیوی تک کی رضامندی کی ضرورت نہیں ۔

شامی کے حاشیہ پر اس کی مزید تشریح اس طرح کی گئی ہے ۔

ویعزل عن الحرة وکذا المکاتبة باذنها لکن فی الخانیة انه یباح فی زماننا لفساد الزمان قال الکمال فلیعتبر عذرا مسقطاً لاذنها (٧) ۔

(ترجمہ) آزاد اور مکاتبہ (نیم غلام) عورت سے عزل کرنا ان کی اجازت پر موقوف ہے لیکن فتاوی خانیہ میں ہے کہ فساد زمانہ کی وجہ سے (ضبط ولادت کے لئے) عورت کی اجازت کی ضرورت نہیں ۔ امام الکمال ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس عذر (فساد زمانہ) کی وجہ سے عورت کی اجازت کا حکم ساقط ہوگیا ۔

٦۔ شامی (رد المحتار) - علامہ ابن عابدین ' ج ۲ ' ص ۳۸۹ ' مطبعہ میمنیہ، مصر ' ۱۳۱۸ھ
٧۔ ایضاً ' ج ۲ ' ص ۳۸۹

ضبط ولادت کے دوسرے طریقے

ائمہ کی ان تصریحات سے اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے نزدیک ضبط ولادت جائز ہے خواہ اس کے لئے کوئی بھی وجوہات ہوں اور یہ اجازت " صرف عزل تک ہی محدود نہ تھی بلکہ اس زمانے میں جن جن طریقوں سے ضبط ولادت کے لئے کام لیا جاسکتا تھا (مثلاً رحم کے منہ کا بند کردینا وغیرہ)۔ فقہا نے ان کی بڑی صراحت کے ساتھ اجازت دی ہے۔

علامہ ابن عابدین ضبط ولادت پر بحث ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اخذ في النهر من هذا و مما قدمه الشارح عن الخانية - و الكمال انه يجوز سد فم رحمها كما تفعلها النساء مخالفاً لما بحثه فى البحر من انه ينبغي ان يكون حراما بغير اذن الزوج قياسا على عزله بغير اذنها قلت لكن في البزازيه ان له منع امراته عن العزل-نعم النظرا لى فساد الزمان يفيد الجواز من الجانبين (۸)۔

(ترجمہ) اس بحث اور جو کچھ فتاوی خانیہ اور علامہ ابن ہمام سے بیان ہوا ہے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ضبط ولادت کے لئے عورت کے رحم کے منہ کو بند کیا جاسکتا ہے جیسا کہ عورتوں میں رواج ہے۔ بظاہر عزل پر قیاس کرتے ہوئے یہ عمل بھی مرد کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہونا چاہئے ہم کہتے ہیں کہ فتاوی بزازیہ میں ہے کہ مرد اپنی عورت کو عزل سے روک سکتا ہے ہاں فساد زمانہ کی وجہ سے ضبط ولادت میاں بیوی دونوں کی طرف سے جائز ہے۔

ضبط ولادت اور اسقاط حمل

اور اگر عزل اور دوسری احتیاطوں کے باوجود حمل ٹھہر جائے کیا اس کا اسقاط جائز ہے؟ آج کل جو حضرات ضبط ولادت کی مخالفت کررہے ہیں ان کے نزدیک تو عزل کی صورت میں مادہ منویہ کو ضائع کرنا بھی قتل اولاد ہے لیکن اس بارے میں ائمہ مجتہدین کا فیصلہ سنئے کہ ان کے نزدیک تو چار ماہ تک کا حمل ساقط کر دینے سے بھی کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ وہ اسے انسانی جان ہی تصور نہیں کرتے۔

۸۔ ایضاً ' ج ۲ ' ص ۳۹۰

فقه کی مشہور کتاب شامی کی عبارت ملاحظہ ہو -

هل يباح الاسقاط بعد الحمل ؟

نعم يباح مالم يتخلق منه شيئی - ولا يكون ذلك ، الا بعد مئة وعشرين يوماً (۹)

کیا اسقاط حمل جائز ہے ؟ - ہاں جب تک بچے کے اعضاء وغیرہ نہ بنے ہوں تو ایسے حمل کا اسقاط جائز ہے - اور اعضاء وغیرہ ایک سو بیس دن کے بعد ہی بنتے ہیں -

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں -

وهل يباح الاسقاط بعد الحمل ؟

يباح مالم يتخلق شيئا منه ثم فی غير موضع قالوا ولايكون ذلك الابعد مائة و عشرين يوماً (۱۰)

کیا بعد حمل اسقاط جائز ہے ؟ - ہاں جب تک کوئی عضو نہ بنا ہو تو حمل کے گرا دینے میں کوئی حرج نہیں اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ بچے کے اعضاء چار ماہ کے بعد ہی ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں -

فتاوی عالمگیری کے الفاظ یہ ہیں -

وكذالك المرأة يسعها ان تعالج الاسقاط الحمل ولم يستبن شيئی من خلقه وذلك مالم يتم له مائة وعشرون يوماً (۱۱)

(" اسی طرح عورت کو بھی حمل کے گرانے کی اجازت ہے بشرطیکہ ابھی تک جنین کا کوئی عضو ظاہر نہ ہوا ہو اور یہ عمل ایک سو بیس دن کے بعد ہی شروع ہوتا ہے - ")

ایسے حمل کو ضائع کرنے کی اجازت ان الفاظ میں ملتی ہے -

۹- ایضاً ، ص ۳۸۹ ، ۳۹۰

۱۰- فتح القدیر ، ج ۲ ، ص ۱۰۷ ، نولکشور -

۱۱- فتاوی عالمگیری ، ج ۱ ، ص ۱۲۱ ، مطبع احمدی

اذا عزل فظهر بها حبل هل یجوز یفنیه قالوا ان لم یعد الی وطئها او عاد بعد البول و لم ینزل، جازله یفنیه (۱۲)

(" عزل کے بعد اگر حمل قرار پاجائے تو کیا اس کا ضائع کرنا جائز ہے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر عزل کے بعد مباشرت نہ ہو یا اس دوران پیشاب کی حاجت پیش آگئی ہو اور اس کے بعد مباشرت نہ ہو اور انزال نہ ہو تو اس کا ضائع کردینا جائز ہے - ")

چار ماہ کا حمل انسانی جان شمار نہیں ہوتا

اس صورت میں یعنی چار ماہ تک کا حمل گرادینے سے اس لئے گناہ لازم نہیں آتا کہ ائمہ اسے انسانی جان میں شمار نہیں کرتے -

ان الجنین لم یعتبر نفساً عندنا لعدم تحقق آدمیته (۱۳)

(" ماں کے پیٹ میں بچہ ہمارے نزدیک انسانی جان شمار نہیں ہوتا - ")

اسقاط حمل کے متعلق علمائے دیوبند کے فتاوی

حیران کن بات تو یہ ہے کہ خود دارالعلوم دیوبند سے ائمہ مجتہدین کے انہی اقوال کے مطابق فتاوی جاری ہوتے رہے ہیں اور اب خواہ مخواہ تجاہل عارفانہ سے کام لیا جا رہا ہے -

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فتوی نمبر ۶۳۷ میں فرماتے ہیں-

" اسقاط حمل قبل جان پڑنے سے جائز ہے مگر اچھا نہیں اور جان پڑجانے کے بعد حرام ہے " - (۱۴)

مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی سوال نمبر ۶۳۱۹۹ کے جواب میں ایسا ہی فتوی دیا ہے اور شامی کی اسی عبارت سے استناد کیا ہے جو ہم شروع میں نقل کر آئے ہیں - (۱۵)

۱۲- ایضاً

۱۳- شامی ' حوالہ' سابقہ ' ج ۵ ' ص ۴۱۲

۱۴- فتاوی رشیدیہ کامل محبوب' مطبعہ سعید ' کراچی ' ص ۳۵۷

۱۵- فتاوی دارالعلوم دیوبند' جلد ۳ - ۴ ص ۹۷ -

اسقاط حمل کی ایک اور صورت دیکھئے جس کے جواز کا فتوی مفتی عزیز الرحمان صاحب کے دستخطوں سے دیوبند سے جاری ہوا ۔ اس فتویٰ کا عنوان ہے ۔

"اگر مطلقه کسی حیله سے حمل کو ساقط کرادے تو اگر حمل کے بعض اعضاء ظاهر هوگئے مثل هاته پیر وغیره تو عدت پوری هوجاتی هے ۔

سوال نمبر ١٠٤٨ ۔ عورت مطلقه جس کی عدت وضع حمل هو وه اپنی عدت حمل پوری هونے سے پهلے اگر حمل کو کسی دوا وغیره سے ساقط کرادیوے تو اس کی عدت پوری هوجاوے گی یا نهیں ؟

الجواب ۔ اگر مطلقه حامله کسی حیله و تدبیر سے حمل کو ساقط کرادے تو اگر حمل کے بعض اعضاء ظاهر هوگئے تهے ۔ مثل هاته پیر وغیره کے تو عدت اس کی پوری هوجاتی هے ۔ (١٦)

اسقاط حمل کے متعلق مفتی عزیزالرحمن صاحب کا دوسرا فتویٰ سوال نمبر ١٥٩٩/٢٩٥ کے جواب میں فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ٧-٨ صفحه ٢٠٨ تا ٢٠٩ پر ملاحظه هو ۔ یهاں بهی مولانا نے اسقاط حمل کے لئے فقهاء کے انهی اقوال سے استدلال کیا هے جو هم نقل کر آئے هیں جن کا مطلب یه هے که جب تک جنین کے اعضاء ظاهر نه هوں وه انسانی جان شمار نهیں هوتا ۔

كما في الشامي و عبارته عقد الفريد قالوا يباح لها ان تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل مضغة ولم تخلق له عضو و قدروا تلك المدة بمائة و عشرين يوماً وان ما اباحوا ذلك لانه ليس بآدمي

امام غزالی رح اور ضبط ولادت

یهاں تک تو ان مجتهدین کے اقوال کو پیش کیا گیا جو عزل اور ضبط ولادت کو جائز سمجهتے هیں اب کچه ان ائمه کے متعلق بهی سنئے جن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا هے که وه عزل کو جائز نهیں سمجهتے تهے ۔ اس سلسلے

١٦- ایضاً ج ٥، عزیز الفتاوی، ص ٢٩ - ٣٠

میں واضح طور پر تو کچھ معلوم نہیں لیکن امام غزالی رح کا نام اکثر پیش کیا جاتا ہے ہمیں بھی یہ تسلیم ہے کہ امام غزالی عزل کو آداب انسانی کے خلاف سمجھتے تھے -

ومن الآداب ان لا یعزل (۱۷)

(" عزل کرنا ادب انسانی کے خلاف ہے ۔")

لیکن اس بات کا بالکل ذکر ھی نہیں کیا جاتا کہ امام صاحب عزل کو اچھا نہ سمجھنے کے باوجود ضبط ولادت کو جائز سمجھتے تھے - اور قلت مال اور کثرت اولاد کے متعلق ان کا وھی نقطہ نظر تھا جو حضور صلعم کی اس دعا میں پایا جاتا ہے -

اللهم اني اعوذ بك من جهد البلاء (۱۸)

(" اے اللہ میں سخت مصیبت سے تیری پناہ لیتا ہوں ")

حضور سے دریافت کیا گیا : یا رسول اللہ یہ جهدالبلاء کیا چیز ہے تو فرمایا کہ قلت مال اور کثرت عیال -

سلف صالحین اور ضبط ولادت

امام غزالی رح اپنے اس نقطہ نظر کی تائید میں سلف صالحین کا یہ قول نقل کرتے ھیں -

وقال بعض السلف اذا اراد الله بعبد شرّاً سلط عليه في الدنيا انياباً تنهشه يعني العيال (۱۹)

(" سلف میں سے بعض نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شخص کی بھلائی نہیں چاھتے تو دنیا میں اس پر بہت سے دانت (یعنی کثرت عیال) مسلط کردیتے ھیں جو اس کو نوچتے ھیں - ")

۱۷- احیاء علوم الدین ج ۲ ' ص ۵۱

۱۸- صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی بروایت حضرت انس رض -

۱۹- ایضاً ' ص ۳۲ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رض

چنانچہ امام غزالی رح عزل کو خلاف آداب سمجھنے کے باوجود جن مقاصد کے لئے اس کی اجازت دیتے ھیں ان میں سے ایک مقصد ضبط ولادت ھے - فرماتے ھیں -

الثالثة الخوف من كثرة الحرج بسبب كثرة الاولاد و الاحتراز من الحاجة الى التعب فى الكسب و دخول مداخل السوء و هذا ايضاً غير منهى عنه - (۲۰)

(" تیسری صورت یہ ھے کہ اگر کسی کو کثرت اولاد کا ڈر ھو یا اسے کسب میں مشکلات پیش آئیں یا برائیوں کے ارتکاب کی نوبت پہنچ جانے کا ڈر ھو تو ضبط ولادت کے لئے عزل کی اجازت ھے - ")

ظاھر اور باطن کے فرق کی وجہ سے فقہاء اور صوفیا میں اکثر اھم مسائل میں اختلاف ھے - لیکن ضبط ولادت کا مسئلہ ایسا ھے کہ ان دو متضاد نقطہ نظر رکھنے والے طبقات میں بھی کوئی اختلاف نہیں - اور فقہا کے امام ابن عابدین ھوں یا صوفیا کے امام غزالی سبھی اس کی اجازت کے قائل ھیں-

ھم نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کئے بغیر ائمہ مجتہدین کے اقوال کو قارئین کے سامنے پیش کردیا ھے - اور اب وہ بخوبی کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ھیں کہ شریعت حقہ کا اس بارے میں کیا حکم ھے -

---

۲۰- ایضاً

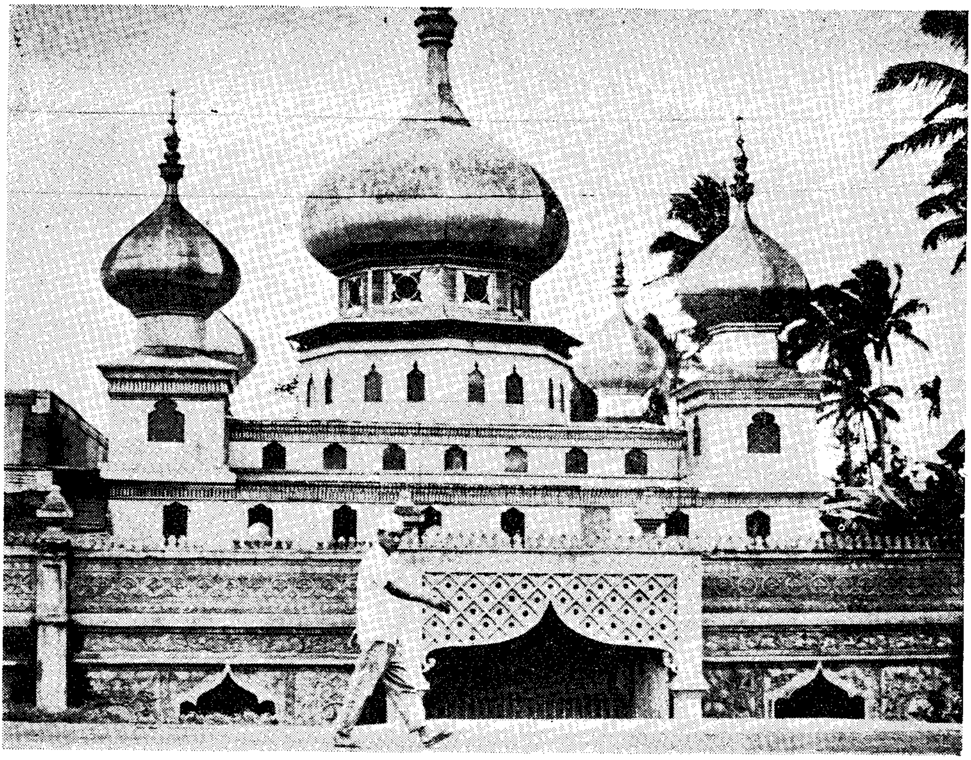

* اراوی شہر (سولو) کی مسجد جامع *

جزائر فلپائن میں اسلام کی مختصر تاریخ

سید قدرت اللہ فاطمی

دور جنوب مشرق کے سمندروں میں سونے کے جزیروں کے پائے جانے کی داستانیں ہندو اور بودھ دیو مالاؤں میں صدیوں سے چلی آرہی ہیں ۔ رامائن ' مہا بھارت' کتھا سرت ساگر اور بودھ جاتک کی اس کہانی نے بطلیموس(Ptolemy) کے جغرافیہ میں جگہ پالی - وہاں سے' یا اغلب یہ ہے کہ براہ راست ہندو اور بودھ ملاحوں اور سوداگروں کی زبانی یہ کہانی بحیرہ' عرب اور خلیج فارس کے حوصلہ مند جہازرانوں تک پہنچی - وہ اس **جزیرۃ الذہب** کی تلاش میں سماترا

اور جاوا سے ہوتے ہوئے ان جزیروں کی طرف جانکلے جنہیں اب نیو گنی (New Guinea) یا ایرین (Irian) فجی، فلپین وغیرہ کہتے ہیں۔ ان جزیروں میں اس وقت وہ قوم آباد تھی جسے مغربیوں نے Polynesian کا نام دیا ہے۔ ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی کے لگ بھگ "بحری بدوؤں" کی یہ قوم اپنے مستقر کی تلاش میں ایک جزیرے سے دوسرے جزیرہ ہوتی ہوئی بحر الکاہل کو کھنگالتی پھر رہی تھی۔ اس کے ایک بڑے قبیلے یا سردار کا نام تھا "واکا واکا"۔ شروع کے یورپی سیاحوں کی روایت کے مطابق اس کے نام پر مغرب سے لیکر مشرق تک بحرالکاہل کے بہتیرے جزیرے موسوم تھے۔ عربوں نے اس نام کو معرّب کر کے جزیرة الوقواق یا جزیرة الواق واق بنا ڈالا - اور مشرقی افریقہ سے لیکر فجی اور فلپین تک کتنے ھی جزائر کو انہوں نے یہ طلسماتی نام بخش دیا۔ اس کی شہرت نے عربوں میں کچھ وھی حیثیت اختیار کرلی تھی جو سولھویں صدی عیسوی کے ھسپانوی اور دوسرے مغربی ملاحوں اور سیاحوں میں "ElDorado" کی تھی۔ سونے کی تلاش، حوصلہ مندی و جرات آزمائی کی للکار، دولت کی حرص میں اصل حقیقت کو دوسرے مہم جویوں سے چھپانے کی خواھش اور حقیقت و افسانہ کی آمیزش نے عرب جغرافیہ و سیاحت کی کتابوں میں واق واق نامی جزیروں کے حالات کو ایک چیستان بنا ڈالا ہے - لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ ان میں وہ جزائر بھی شامل تھے، جنھیں اب ھسپانیہ کے جلاد بادشاہ فلپ دوم کے نام پر فیلپین (Philippine) کہتے ھیں۔ چونکہ یہ جزیرے چین کے قریب واقع تھے اور جاوا کے آباد و شاداب جزیرے سے ہو کر چین جانے کا دروازہ تھے، اسلئے عرب انھیں واق واق الصین اور ابواب الصین بھی کہتے تھے۔

غرض، ان مختلف ناموں کے تحت، نویں صدی عیسوی کے وسط سے، عربوں کے جغرافیائی ادب میں ان جزائر کے رومانوی حالات ملتے ھیں، جن میں سب سے زیادہ زور اس بات پر ہے کہ ان جزیروں میں سونا بکثرت ہے۔ اس کی اسقدر بہتات ہے کہ یہاں کے کتوں کے گلوں میں بھی سونے کے پٹے ہوتے ھیں!

عرب تاجر سونے کی تلاش میں یہاں آئے یا بعض صورتوں میں چین کی عظیم تجارتی منڈی کو جاتے ہوئے یہاں سے گذرے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

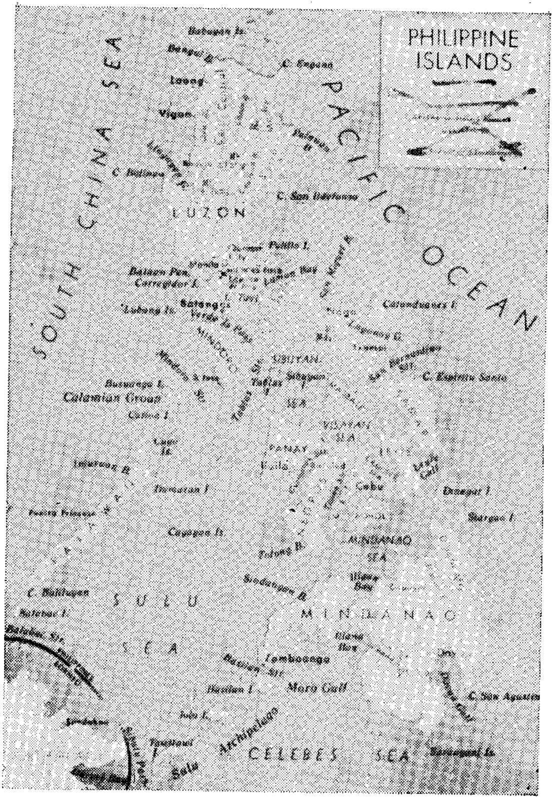

نقشہ جزائر فلپین

وہ یہاں ابتداً زیادہ عرصے کے لئے نہیں ٹھہرے - اسی لئے یہاں چودھویں صدی عیسوی سے قبل کے عرب اثرات نہیں پائے جاتے - سنہ ۱۳۸۰ء میں شریف مخدوم نام (یا غالباً لقب) کے ایک عربی النسل مبلغ فیلیپین کے سولو (Sulu) نامی مجمع الجزائر کے ایک جزیرہ سیمونول(Simunul) میں تشریف لائے۔ ان کے لقب مخدوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صوفی بزرگوں میں سے تھے - اس زمانے میں مشرقی ہند کے (جس کا بڑا حصہ اب مشرقی پاکستان ہے) اکابر صوفیا اسی لقب سے مشہور تھے۔ مخدوم صاحب کو تبلیغ اسلام میں خاصی کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن ان کے ادھورے کام کی تکمیل کا شرف سماترا کے شہزادے، راجہ باگنڈا کو حاصل ہوا۔ سماترا میں چاٹگام کے ایک اور مخدوم، جہاں شاہ نامی کی بدولت

تیرھویں صدی عیسوی کے آغاز ھی میں اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑچکی تھی ۔ اس سلطنت کے چشم و چراغ نے اسلام کا نور '' سولو '' کے تمام جزائر میں پھیلادیا اور یہاں مسلم حکومت قائم کر ڈالی - راجہ باگنڈا نے اپنی شہزادی کی شادی شریف ابو بکر نامی ایک سید زادے سے کی جو ایک اچھے عالم دین تھے- راجہ کے انتقال کے بعد شریف ابو بکر تخت نشین ہوئے - ان کے زمانے میں حکومت کا نظم و نسق اسلامی سلطنت کے نہج پر استوار ھوا - اور خود انھوں نے اپنے لئے راجہ کی جگہ سلطان کا لقب اختیار کیا- انھوں نے سنہ ۱۴۵۰ء سے سنہ ۱۴۸۰ء تک حکومت کی ۔ ان کے زمانۂ حکومت میں جزیرہ نمائے ملایا کی جنوبی ریاست جو ھور کے ایک درباری فلپین کے جزیروں کی طرف چل نکلے ۔ ان کا نام شریف محمد کبنگ سوان (Kabungswan) تھا - یہ حضرموت کے عربوں کے اس گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جو ملایا میں آباد ھوگیا تھا ۔ سنہ ۱۴۷۴ء میں انھوں نے سولو کے جنوب مشرق کے منڈناؤ (Mindanao) نامی مجمع الجزائر میں کوٹ باتو (Cotabato) مقام کو اپنا مستقر بنایا ۔ اور وھاں سے منڈناؤ کے سارے جنوبی جزیروں میں اسلام کی اشاعت کی - ان کی کامیابی کو دیکھتے ھوئے حضرموت کے حوصلہ مند عربوں نے خاصی تعداد میں منڈناؤ کے جزیروں کا رخ کیا - ان میں شریف علوی خاص طور پر ممتاز ھیں ۔ کیونکہ منڈناؤ کے شمالی جزائر میں اسلام کی تبلیغ بیشتر ان کی بدولت ھوئی ھے - غرض اس طرح پندرھویں صدی عیسوی کے اواخر تک اسلام کو سولو اور منڈناؤ کے مجمع الجزائر میں استحکام حاصل ھوچکا تھا ۔

سولو اور منڈناؤ کی مسلم سلطنتیں شمال اور مشرق کے جزائر کی طرف پھیلنے کی کوشش میں مصروف تھیں کہ سنہ ۱۵۲۱ء میں مغرب کا قدم ان جزیروں تک آپہنچا- مشہور پرتگیزی جہازران فرڈیننڈ میگلن (FerdinandMagellan) نے دنیا کی تاریخ میں پہلی بار کرۂ ارض کے گرد جہازرانی کی عظیم حوصلہ مندانہ کوشش کی - اسپین کے حکمرانوں کی حمایت حاصل کرکے بحر اطلانتک کو پار کرتا' جنوبی امریکہ کے ممالک اور آبی گذرگاھوں کو دریافت کرتا' دنیا کی تاریخ میں پہلی بار مشرق کی طرف سے بحر الکاہل کا سینہ چیرتا ہوا وہ منڈناؤ کے قریب سیبو (Cebu) نامی جزیرے پر لنگر انداز ھوا - سونے کے ان جزیروں

نے اس بہادر مگر لالچی جہازران کا دامن تھام لیا اور یہیں وہ مقامی باشندوں سے لڑتا ہوا مارا گیا ۔

میگلن نے خود تو جان دے دی لیکن ہسپانوی استعمار پسندں کے لئے اس نے سونے کے ان جزیروں کا راستہ کھول دیا - یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ہسپانویوں نے مسلمانوں پر تازہ تازہ فتح حاصل کی تھی - اس فتح کے نشہ میں سرشار ہوکر وہ تمام دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے - جس کے لئے انہوں نے اپنا مضبوط بیڑا بنایا تھا جو آرمڈا (Armada) کے نام سے مشہور ہے - چنانچہ مشرق بعید کے ان دور افتادہ جزیروں پر انہوں نے اپنا تسلط قائم کرنا شروع کیا- شمال اور مشرق کے ان جزائر میں جہاں ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی تھی ۰ ہسپانوی اپنے استعماری ارادوں میں کامیاب ہوئے - لیکن منڈناؤ اور سولو کے مسلمانوں نے ہسپانوی غلامی قبول کرنے سے انکار کردیا - اور سنہ ۱۵۲۱ء سے سنہ ۱۸۹۸ء تک وہ مسلسل ہسپانوی صلیبیوں سے جہاد میں مصروف رہے- پونے چار سو سال کے طویل عرصے کا یہ جہاد

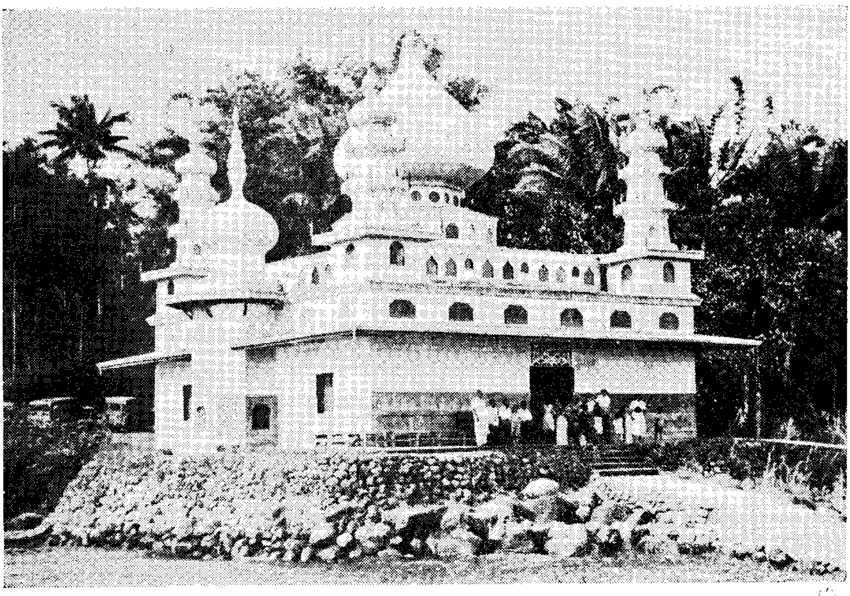

ساراوی شہر (سولو) کی مسجد جدید

اسلام کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا ۔ ھسپانوی صلیبی بہترین مادی وسائل سے لیس تھے، یہ وھی ھسپانوی تھے جنھوں نے قرطبہ، غرناطہ و اشبیلیہ کی عرب سلطنت کو اس طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا کہ اسپین میں اسلام کا کوئی کلمہ گو زندہ نہ بچا تھا ۔ انھی نے پرتگال، بلجیم، مغربی افریقہ کے سواحل اور جنوبی امریکہ کے پورے بر اعظم پر اپنی حکومت قائم کرکے تاریخ عالم کی وسیع ترین سلطنت کی بنیاد ڈال لی تھی۔ اپنے زمانہ کے ان نمرودوں کے مقابلے میں منڈناؤ اور سولو کے تو مسلم ملاح اور مچھیرے، مچھروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے تھے ۔

لیکن بحری قزاق (Pirate) کہلانے والے ان ھی ملاحوں اور مچھیروں کے ھاتھوں انھیں زک اٹھانی پڑی ۔ تقریباً چار صدی کی طویل لڑائیوں نے فلپین کے ھسپانوی حکمرانوں کو ایسا کمزور کردیا تھا کہ سنہ ۱۸۹۸ء کی امریکی ھسپانوی جنگ میں انھیں امریکہ کے ھاتھوں شکست کھانی پڑی اور فلپین کے جزیرے اسپین کے تسلط سے نکل کر امریکہ کے چنگل میں جاپھنسے ۔

فلپین کے مسلمان اتنا عرصہ تن تنہا صلیبیوں کے خلاف لڑتے رھے ۔ دنیائے اسلام کا اتحاد، اسلامی اخوت، بین اسلامی قوت اور خلافت اسلامیہ میں سے کوئی چیز ان کے کام نہ آئی ۔ مسلمان اھل قلم اور ارباب فکر الحمرا اور مدینۃ الزھرا کے رومانوی خواب دیکھتے رھے اور اسپین میں اموی ”خلافت“ کی فتوحات پر اپنا زور قلم صرف کرتے رھے، لیکن ان ھسپانوی مستبدوں کے خلاف پونے چار سو سال تک مصروف جہاد رھنے والوں کے حق میں ان کے پاس دو دعائیہ کلمات بھی نہ تھے ۔ چنانچہ وھی ھوا جو ھونا چاھئے تھا ۔ منڈناؤ اور سولو کے مسلم سلاطین نے امریکہ کی اٹھتی اور نسبتاً صالح جو طاقت کے آگے سرتسلیم خم کردیا ۔ اپنے ایمان اور اپنی انفرادیت کو قائم رکھنے میں وہ یقیناً کامیاب رھے۔ لیکن اس کے لئے انھیں بڑی قیمت دینی پڑی تھی۔ ان کے ھمسایہ قبائل نے ھسپانوی اقتدار قبول کرکے نہ صرف مغربی عیسائیت اور معاشرت اختیار کرلی تھی بلکہ مغربی علوم سے بھی مستفید ھوئے تھے ۔ اور امریکی اقتدار کے زمانے میں ان ھی عیسائیوں نے انگریزی علوم اور امریکی معیشت کے فوائد حاصل کئے ۔

فلپین کے مسلمان (جو دنیا کے دوسرے سرے پر رہنے والے مراکشی مسلمانوں سے مذھبی نسبت رکھنے کے سبب ھسپانویوں کے لئے ' مورو ' 'Moro' تھے اور اسی نام سے اب تک وہ عام طور پر پہچانے جاتے ھیں) مغربی مسیحیت اور مغربی تمدن سے تنفر کے باعث مغربی علوم اور اس کی لائی ہوئی ترقیوں سے بھی محروم رھے اور آج معاشی و معاشرتی طور پر اپنے ہم وطنوں میں سب سے زیادہ پس ماندہ ھیں ۔

فلپین میں قومیت کی نئی لہر نے فلپین کے بہت سے سنجیدہ مسیحی مؤرخوں اور مفکروں کو اس بات پر مجبور کیا ھے کہ وہ اپنے ان ہم وطنوں کو خراج عقیدت پیش کریں جنھوں نے مغربی استعمار کے آگے چار طویل صدیوں تک علم بغاوت بلند رکھا تھا ۔ وہ اس جذبۂ احسان مندی کے تحت ان ' مورو ' مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ میں ان کا ھاتھ بٹانا چاھتے ھیں اور اس جذبے کے تحت انھوں نے چند مسلمانوں کو اعلیٰ منصب دئے ھیں اور ابھی حال ھی میں منڈناؤ میں ان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک یونیورسٹی قائم کرنے میں مدد دی ھے ۔ لیکن ابھی عالمگیر اسلامی برادری کو اپنی پچھلی غفلتوں کی تلافی کرنی ھے ۔

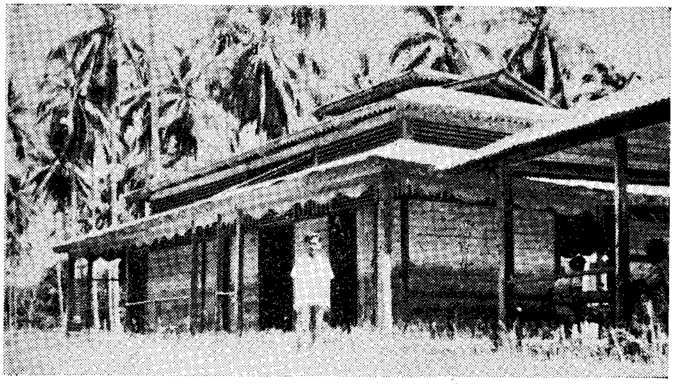

کوٹ باتو کے قریب ایک پرانی مسجد

مختصر و منتخب کتابیات

۱ - بزرگ بن شہریار : **عجائب الهند برها و بحرها** ''مصر'' ۱۹۰۸ء

۲ - الدمشقی : **نخبة الدهر فی عجائب البر و البحر**، لیزگ ۱۹۲۳ء

۳ - ابن الوردی : **خریدة العجائب و فریدة الغرائب** 'مصر' ۱۳۰۰ھ

4. Saleeby, Najeeb M., *The History of Sulu*, Manila, 1908.

5. ,, ,, *Studies in Moro History, Laws and Religions*, Manila, 1905.

6. Hurely, Victor, *Swish of the Kris : The Story of the Moros*, New York, 1936.

7. Orosa, Sixto Y., *The Sulu Archipelago and its people*, New York, 1923.

8. Arnold, T. W., *The Preaching of Islam*, Lahore, 1961.

9. Zaide, G. F., *Philippine : Political and Cultural History*, Manila, 1953.

10. Gowing, Peter G., *Mosque and Moro : A Study of Muslims in the Philippines*, Manila, 1964.

Pictures by Courtesy of
Rev. Peter G. Gowing, author of
Mosque and Moro : A study of Muslims in the Philippines.